OPEN ACCESS
Biannual Research Journal
AL-ILM
Volume: 07
Issue: 02
FALL 2023

پاکستانی تعلیمی اداروں میں تدریس و تحقیقِ سیرت کی ممکنہ جہات



ISSN (P): 2618-1134
ISSN (E): 2618-1142

PROSPECT DIMENSIONS OF TEACHING AND RESEARCH OF SEERAH OF THE PROPHET MUHAMMAD IN THE PAKISTANI EDUCATIONAL INSTITUTES

Homepage URL:
https://www.alilmjournal-gcwus.com/index.php/al-ilm

Issue URL:
https://www.alilmjournal-gcwus.com/index.php/al-ilm/issue/view/13

Received: 07-06-2023
Accepted: 12-08-2023
Published: 30-12-2023

Ahmed Younas
Lecturer, Govt. Muslim Graduate College, Narowal
Email: ahmedyounas76@gmail.com
Bisma Tariq
PhD Scholar, Govt. College University, Lahore
Email: bismatariq141@gmail.com

ABSTRACT

The life of the Prophet (S), in his Seerah, or life story and Hadith, or teachings, is the second source after the Holy Qur'an from which we derive our understanding of Allah's message. However, teaching our children to follow the footsteps of the Prophet (S) isn't easy if they don't fully understand who he is and love him truly. So, how can we teach our children to deeply love Rasulullah, the Prophet Muhammad (S), and what is the reality of our relationship with him in the past, present, and future? While Seerat-un-Nabi (SAW) has been discussed in various perspectives, studies are scarce regarding the Seerah in the light of modern knowledge. This study sheds light on the importance of Seerat-writing from a modern literature perspective and, for better understanding, provides examples from forgiveness therapy, emotional bank account, and conflict management. Notably, this study answers some of the possible arguments against this Seerat-writing perspective.

Keywords: *Seerah, Prophet Muhammad (SAW), teaching, Research*

How to Cite: Ahmed Younas, Bisma Tariq, "پاکستانی تعلیمی اداروں میں تدریس و تحقیق سیرت" Al-Ilm 7, no. 2 (2023): 39-52.

تعارف

نبی محمد ﷺ کی ذات تمام انسانیت کے لیے رحمت بن کر آئی۔ اللہ رب العزت نے خاتم النبیین محمد ﷺ کے ذریعے انسانیت کو سیدھا راستہ دکھایا اور نوع انسانی کے لیے آپ کی ذات کو بطور نمونہ پیش کیا تاکہ ہم انسانوں کے سامنے ایک مرد کامل ہو جو انسانی مسائل کے حل میں راہنمائی کر سکے۔ آپ ﷺ کی ذات ایک ایسا نمونہ ہے کہ زندگی کے ہر شعبے میں آپ ﷺ کی ذات سے راہنمائی لی جاسکتی ہے۔ کوئی امیر ہو یا غریب، حاکم ہو یا محکوم، مسلم ہو یا غیر مسلم، مرد ہو یا عورت، ہر انسان اپنے مسائل کا حل نبی اکرم ﷺ کی ذات سے لے سکتا ہے۔ چونکہ آپ ﷺ نے انسانیت کے لیے ایک نمونہ بننا تھا تو اللہ رب العزت نے ہم انسانوں کے سامنے رسول اللہ ﷺ کو کبھی بطور حاکم پیش کیا تو کبھی بطور محکوم، کبھی رسول اللہ ﷺ کی ذات کو امن کی حالت میں نمونہ بنایا تو کبھی میدان جنگ میں آپ کا کردار پیش کیا، کبھی آپ کو بطور خاوند دکھایا تو کبھی باپ کے فرائض سرانجام دیتے ہوئے پیش کیا، کبھی بچوں سے حسن سلوک کرتے ہوئے تو کبھی بڑوں سے ادب سے پیش آتے ہوئے دکھایا گویا کہ نوع انسانی کو زندگی گزارنے کے لیے جس نمونہ کی ضرورت پڑ سکتی تھی وہ آپ ﷺ کی ذات کی صورت میں پیش کر دیا۔ آپ کی زندگی کا ہر پہلو ہمارے سامنے ہے۔ سیرت طیبہ چمکتے ہوئے آفتاب کی طرح واضح ہے اور زندگی کے ہر شعبے میں ہماری راہنمائی کرتی ہے۔ سیرت نگاروں نے آپ کا شخصی کردار، رحمت، صبر، ایثار، حسن اخلاق، دوسروں سے سلوک، عاجزی، توکل وغیرہ قلم بند کیے ہیں جو کہ ہمارے لیے مشعل راہ ہیں۔

لغوی طور پر "سیرت" کے جو معنی ذکر کیے جاتے ہیں ان میں سے ایک یہ بھی ہے کہ لفظ "سیرت" کا استعمال اس وقت کیا جاتا ہے کہ جب مراد "سوانح حیات" لینا ہو۔ لیکن عرف میں "سیرت" سے مراد "آپ ﷺ کی سوانح حیات" لیا جاتا ہے۔ ابن ہشام نے پہلی مرتبہ لفظ سیرت کا استعمال آپ ﷺ کی سوانح عمری بیان کرنے کے لیے کیا تھا۔[1] یہ یاد رہے کہ اگرچہ سیرت میں سوانح بھی داخل ہے لیکن سیرت اس اعتبار سے سوانح سے مختلف ہے کہ اس کا موضوع آپ ﷺ کی ذات ہے کہ جو خامیوں سے پاک اور معصوم ہے جبکہ سوانح کا موضوع کوئی بھی انسان ہو سکتا ہے۔ اسی طرح اصطلاح میں بھی سیرت کی بہت سے تعریفیں کی گئی ہیں لیکن زیادہ وسیع تعریف شاہ عبدالعزیز ابن شاہ ولی اللہ کی ہے۔ وہ لکھتے ہیں:

> "جو کچھ ہمارے پیغمبر ﷺ اور حضرات صحابہؓ کی عظمت اور ان کے وجود سے متعلق ہو جس میں آپ ﷺ کی پیدائش سے وفات تک کے واقعات بیان کئے گئے ہوں وہ سیرت ہے"[2]

لہذا لفظ "سیرت" کا استعمال آپ ﷺ کی زندگی کے حالات وواقعات بیان کرنے کے لیے کیا جاتا ہے۔ جس طرح محدثین کرام نے اسلام کے دیگر موضوعات جیسے حدیث کے لیے اصول حدیث، فقہ کے لیے اصول فقہ

متعارف کروائے ہیں اسی طرح سیرت نگاروں نے اصول سیرت نگاری کو بھی بڑے اہتمام سے ذکر کیا ہے۔ سیرت النبی ﷺ بیان کرنے کے لیے جن ماخذ کی طرف رجوع کیا جائے گا وہ بھی ان اصولوں میں شامل ہیں۔ اکثر و بیشتر اور بنیادی طور پر جن ماخذ کی طرف رجوع کیا جاتا ہے وہ درج ذیل ہیں:

1. قرآن مجید:

قرآن مجید نبی اکرم ﷺ کی سیرت کو احسن طریقے سے بیان کرتا ہے۔ قرآن نے وانک لعلی خلق عظیم کہہ کر آپ ﷺ کے اخلاق کا تذکرہ کیا۔ اسی طرح ایک دوسرے مقام پر سیرت النبی ﷺ کا یوں تذکرہ کیا گیا ہے:

وَاِذْ يَمْكُرُ بِكَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لِيُثْبِتُوْكَ اَوْ يَقْتُلُوْكَ اَوْ يُخْرِجُوْكَ ؕ وَيَمْكُرُوْنَ وَيَمْكُرُ اللّٰهُ ؕ وَاللّٰهُ خَيْرُ الْمٰكِرِيْنَ[3]

"اور پیغمبر آپ اس وقت کو یاد کریں جب کفار تدبیریں کرتے تھے کہ آپ کو قید کر لیں یا شہر بدر کر دیں یا قتل کر دیں اور ان کی تدبیروں کے ساتھ خدا بھی اس کے خلاف انتظام کر رہا تھا اور وہ بہترین انتظام کرنے والا ہے"

دراصل اس آیت میں مسلمانوں کی مدینہ کی طرف ہجرت اور مشرکین مکہ کے رد عمل کا ذکر ہے۔ دوسری بیعت عقبہ کے بعد آپ ﷺ نے مسلمانوں کو مدینہ کی طرف ہجرت کرنے کی اجازت دی تو مشرکین مکہ نے مسلمانوں کی روانگی میں رکاوٹیں کھڑی کرنی شروع کر دیں لیکن ان مشکلات و مصائب کے باوجود مسلمان ہجرت کرتے ہی رہے۔ جب مشرکین مکہ کو معلوم ہوا کہ مسلمان ہجرت کرتے ہوئے اوس و خزرج کے علاقے میں پہنچ گئے ہیں تو انہوں نے دارالندوہ میں اجتماع منعقد کیا۔ جس میں رسول اللہ ﷺ سے متعلق مختلف تجاویز پیش کی گئیں۔ ابو الاسود کی رائے تھی کہ رسول اللہ ﷺ کو جلاوطن کر دیا جائے جبکہ ابو البختری کا کہنا تھا کہ محمد بن عبد اللہ ﷺ کو زنجیروں میں جکڑ کر قید کر دیا جائے۔ تیسری رائے ابو جہل کی تھی کہ محمد ﷺ کو قتل کر دیا جائے۔[4] اس مثال سے یہ بات بھی واضح ہو جاتی ہے کہ قرآن کریم نے حالات نبوی ﷺ کو اجمالی لحاظ سے ذکر کیا ہے نہ کہ تفصیلا۔ اسی لیے دیگر ماخذ کی طرف رجوع کرنا ضروری ہے۔ ڈاکٹر مصطفی سباعی لکھتے ہیں کہ:

"ہم سیرت نبوی سے متعلق قرآنی نصوص پر اکتفا نہیں کر سکتے اور ان سے حیات رسول کی مکمل تصویر پیش کرنے سے عاجز ہیں۔"[5]

2. حدیث نبوی ﷺ:

جس طرح قرآن کریم وحی الٰہی ہے اسی طرح نبی کریم ﷺ کی صحیح احادیث بھی وحی الٰہی کا درجہ رکھتی ہیں اور سیرت نبوی ﷺ کو بیان کرنے کا اہم ذریعہ ہیں۔ ہمارے پاس صحیفہ ہمام بن منبہ[6]، صحاح ستہ (صحیح بخاری و مسلم، سنن نسائی، سنن ابی داود، جامع ترمذی، سنن ابن ماجہ)، موطا امام مالک، مسند ابو داود، مسند ابی یعلی، مصنف عبد الرزاق اور دیگر کتب احادیث کی شکل میں احادیث نبویہ ﷺ کا ذخیرہ موجود ہے کہ جس سے امت مسلمہ استفادہ کرتی آرہی ہے۔

3. تفاسیر قرآن:

تیسرا اہم ماخذ تفسیر قرآن ہے کہ آیات قرآنی کے نزول کے اوقات، مقامات اور اسباب ہی ہمیں نبی کریم ﷺ کی ذات سے متعلقہ حالات و واقعات بیان کر دیتے ہیں۔ بعض محدثین و مفسرین نے مستقلا کتب تفسیر لکھی ہیں جیسا کہ عبد اللہ ابن عباس، مجاہد بن جبر مخزومی، عطاء بن ابی رباح اور حسن بصری کی تفاسیر۔ جبکہ بعض محدثین نے اپنی تصنیف میں الگ سے تفسیری روایات کو جمع کر دیا ہے جیسا کہ امام بخاری نے اپنی صحیح میں "کتاب تفسیر القرآن" قائم کی ہے۔ سیرت نگاروں نے ان بنیادی ماخذ کے علاوہ دیگر ماخذ بھی ذکر کیے ہیں جیسا کہ کتب مغازی و کتب سیرت النبی، کتب شمائل، تاریخی کتب وغیرہ[7]۔ اکثر و بیشتر طلباء (محققین) ان بنیادی ماخذ کی طرف رجوع کرتے ہیں اور انھی بنیادی ماخذ سے سیرت النبی ﷺ کا ایک اہم حصہ اخذ کیا جاتا ہے۔ سوال یہ ہے کہ کیا جب بھی سیرت لکھی جائے گی تو انھی بنیادی ماخذ پر اکتفا کیا جائے گا یا جدید علوم کو بھی سیرت نگاری میں زیر بحث لایا جا سکتا ہے؟

اس اہم سوال کے جواب سے پہلے ہم دیکھتے ہیں کہ سیرت نگاری پر کس طرز کا کام ہو رہا ہے-

سیرت نگاری میں تحقیقی رجحانات

ایک محتاط اندازہ کے مطابق پاکستان میں یونیورسٹیز کی تعداد 200 کے قریب کی ہے- ان تمام یونیورسٹیز میں بی ایس کرنے والے طلباء کو اسلامک اسٹڈیز کا مضمون ضرور پڑھایا جاتا ہے خواہ وہ کسی بھی پروگرام میں بی ایس کی ڈگری حاصل کر رہے ہوں۔ ایک سمسٹر میں کم از کم تین اسائنمنٹس تو ضرور لی جاتی ہیں کہ جن کا مقصد طلباء کو سیکھانا ہوتا ہے۔ اگر تمام یونیورسٹیز میں نیو ایڈمشن کی تعداد ۵۰۰ بھی ہو تو پاکستان میں ہر نئے سمسٹر میں بی ایس کے ایک لاکھ طلباء اسلامک اسٹڈیز کا مضمون پڑھتے ہیں اور یوں ہر سمسٹر تین لاکھ، اسلامیات کے موضوعات سے متعلقہ اسائنمنٹس تیار ہوتی ہیں[8] یعنی طلباء کی ایک کثیر تعداد اسلامیات کے موضوعات سے متعلقہ تحقیق کرتی ہے۔ اگرچہ یہ تحقیق کا اصل معیار نہیں ہوتا لیکن یہاں مطلوب یہ بیان

کرنا ہے کہ طلباء کی ایک کثیر تعداد اسلامیات کے موضوعات سے متعلقہ مواد اکٹھا کرتی ہے، اس کو پڑھتی ہے اور اس سے استفادہ کرتی ہے۔ ایک اندازے کے مطابق اسائنمنٹس کے عنوانات میں سے سیرت رسول اللہ ﷺ سے متعلقہ عنوان بھی ہوتے ہیں جیسے کہ:

- غزوات النبی ﷺ
- قریش مکہ کی رسول اللہ ﷺ سے مخالفت کی وجوہات
- دس سال کی عمر تک آپ ﷺ کے حالات وواقعات
- ہجرت مدینہ

ان طلباء کے علاوہ ایک کثیر تعداد ان کی ہے جو صرف اسلامک اسٹڈیز میں بی ایس کی ڈگری کر رہے ہوتے ہیں اور سیرت نبوی ﷺ پر اچھا خاصا لکھتے، پڑھتے ہیں اور آپ کی زندگی پر مختلف زاویوں سے تحقیق کرتے ہیں۔ اگر ہم بی ایس کے اوپر کے درجے میں تحقیق سیرت کی بات کریں تو یونیورسٹیز میں ہزاروں کی تعداد میں ایسے طلباء ہیں جو علوم اسلامیہ میں ایم فل یا پی ایچ ڈی کے لیے مقالہ لکھتے ہیں۔ تحقیق کے زمرے میں مقالہ نگاری کو ایک خاص اہمیت حاصل ہے کہ جہاں مقالہ نگار موضوع سے متعلقہ مواد کو اکٹھا کرتا ہے اور کسی حقیقت کو سامنے لاتا ہے۔ یونیورسٹیز میں مقالہ نگاری وہ اہم اور بنیادی موقع ہے جہاں سیرت محمدی ﷺ (جب موضوع سیرت سے متعلق ہو) پر تحقیق کی جاتی ہے۔

ذیل میں ایم فل اور پی ایچ ڈی کے لیے سیرت محمدی ﷺ سے متعلقہ چند ایک مقالات کے عنوانات درج ہیں کہ جن پر کام ہوا ہے:

- سیرت رسول ﷺ، روایت صحابیات۔ تخریج و تحقیق
- رویا ختم المرسلین۔ معارف و مسائل
- رسول اللہ ﷺ کے استفہامی اسلوب کا مطالعہ
- فردشناسی۔ سیرت طیبہ کا مطالعہ

دوسری جانب مدارس میں زیر تعلیم طلباء ہیں جو سیرت رسول اللہ ﷺ پر کثیر کتب کا مطالعہ کرتے ہیں اور آپ ﷺ کی ذات سے متعلقہ مکی و مدنی، سیاسی و سماجی، معاشی و معاشرتی، قبل از و بعد از نبوت کے حالات و واقعات میں پختگی حاصل کرتے ہیں۔ جب یہ طلباء فارغ ہوتے ہیں تو اپنی تعلیمی زندگی کی بنیادوں پر ہی

تصنیف کا کام شروع کر دیتے ہیں۔ اس کا اندازہ اس بات سے بھی لگایا جا سکتا ہے کہ اس وقت سیرت محمدی ﷺ پر جو کتب موجود ہیں ان کے اکثر مصنف مدارس سے ہی فارغ ہیں۔ اللہ انھیں جزائے خیر دے۔

اس پس منظر میں صورت حال یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی سیرت پر ایک ہی طرز کا بہت سا کام جمع ہو گیا ہے۔ سیرت نبوی ﷺ پر ایک ہی طرز کے بے شمار مقالات و کتب مرتب کی جا چکی ہیں۔ جن بی ایس کے طلباء کا اوپر ذکر کیا گیا ہے اور اندازہ لگایا گیا ہے کہ کس حد تک طلباء سیرت نبوی پر تحقیق کرتے ہیں اس سے بھی یہ بات سامنے آتی ہے کہ اتنی محنت کے باوجود ہم سیرت نبوی پر تحقیقی کام اس نوعیت کا کر رہے ہیں کہ کوئی آپ ﷺ کو بطور شوہر ذکر کر رہا ہے تو کوئی بطور باپ، کسی نے سیاسی زندگی پر روشنی ڈالی ہے تو کسی نے معاشرتی۔ کوئی آپ کی قبل از نبوت کی زندگی بیان کر کے تحقیقی کام کی مہر لگائے بیٹھا ہے تو کسی نے بعد از نبوت کی زندگی پر تحقیق کا کام کیا ہے۔ مقالہ نگاری کی بھی یہی صورت حال ہے کہ جن موضوعات پر اتنا کچھ لکھا جا چکا ہے انھی موضوعات کو توڑ موڑ کر پیش کر دیا جاتا ہے۔ مدارس کے طلباء بھی جب تحقیق و تصنیف کا کام کرتے ہیں تو بار بار ایک ہی طرز کا نتیجہ سامنے لایا جاتا ہے۔ یہاں اس بات کی طرف توجہ دلانا بھی ضروری ہے کہ بی ایس، ایم فل اور پی ایچ ڈی کے طلباء امت مسلمہ کا بہترین سرمایہ ہیں کہ جن سے دین کا کام نئے دور کے تقاضوں کے مطابق لیا جا سکتا ہے۔

تحقیق سیرت کے اس رجحان سے عصری تقاضوں کے مطابق تخلیقی نوعیت کا کام سامنے نہیں آ پا رہا۔ معلوم ہوتا ہے کہ یہ سمجھ لیا گیا ہے کہ سیرت نبوی ﷺ پر تحقیق کا جدید عصری علوم سے کوئی واسطہ نہیں اور تحقیق سیرت صرف آپ ﷺ کے دور میں رہ کر آپ ﷺ کی زندگی کے حالات و واقعات کو مختلف طرح سے بیان کرنے کا نام ہے۔ جو کہ ایک غلط فہمی ہے۔ اور اس کے نقصان بھی ہیں کہ جن کا ہمیں احساس تک نہیں۔ جبکہ حقیقت یہ ہے کہ آپ ﷺ کے اقوال و افعال میں ایک حکمت چھپی ہوتی ہے جو کہ آج جدید عصری علوم کی مدد سے سامنے لائی جا سکتی ہے۔

تحقیق سیرت میں جدید علوم کی اہمیت

درج بالا بیانیے سے کوئی یہ نہ سمجھے کہ دعوی یہ ہے کہ روایتی انداز میں سیرت رسول ﷺ پر ہر لحاظ سے اس طرح لکھا جا چکا ہے کہ مزید کی گنجائش باقی نہیں۔ سیرت نبوی ﷺ پر لکھنے سے کوئی منع نہیں کر رہا (نعوذ باللہ) بلکہ یہ تو ہمارے لیے باعث ثواب ہے اور آخرت میں نجات کا ذریعہ بھی ثابت ہو گا۔ (ان شاء اللہ)۔ اللہ رب العزت نے تو خود قرآن میں "فاقصص القصص لعلهم يتفكرون" کہہ کر انبیاء

کرام کے قصے بیان کرنے کا حکم دیا ہے۔ سیرت نبوی ﷺ کو بیان کرنا تو ہر مسلمان کے ایمان کا حصہ ہے۔ اللہ تعالی نے **لقد کان لکم فی رسول اللہ اسوہ حسنہ**[9] کہہ کر بنی نوع انسان کے لیے آپ ﷺ کی ذات کو بہترین نمونہ قرار دیا ہے۔ اللہ کا دین انسانوں کی راہنمائی کے لیے ہے اور اس کو لانے والی رسول اللہ ﷺ کی ذات تمام انسانوں کے لیے نمونہ۔ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں خود اللہ کے دین کی عملی تصویر بن کر دیکھایا ہے۔ جو اللہ کے دین کی عملی تصویر ہو اس کی زندگی کو کیسے نہیں بیان کیا جائے گا۔ جب تک دنیا باقی ہے تب تک سیرت محمدی ﷺ کا تذکرہ ہوتا رہے گا-لہذا ذکر کردہ روایتی سیرت نگاری کے اسلوب کی اہمیت سورج کی طرح واضح ہے- اللہ اپنے بندوں سے راضی ہوں کہ جنہوں نے اپنے دن رات سیرت رسول اللہ بیان کرنے میں وقف کر دیے- آمین!

ہمارا کہنا یہ ہے کہ آج جدید علوم کو رسول اللہ کی سیرت سے ملا کر بیان کرنے کی بے حد ضرورت ہے-یقینا اس طرز پر کام ہوا ہے لیکن بہت گنجائیش باقی ہے- حیران کن بات یہ ہے کہ ریسرچز سے جو نتائج حاصل ہوتے ہیں وہ ہمیں رسول اللہ ﷺ اپنے اقوال و افعال سے بتا گئے ہیں۔ یعنی جو بات آج ریسرچ سے ثابت ہوتی ہے وہ اللہ کے رسول ﷺ کی زندگی میں بھی مل جاتی ہے۔ تو ہمیں کرنا یہ ہے کہ انھیں ریسرچز کو رسول اللہ ﷺ کی ذات میں تلاش کرنا ہے اور دنیا کے سامنے آپ ﷺ کی سیرت کو جدید تحقیقات کے سائے میں بیان کرنا ہے۔۔یہ دور سائنس کا دور ہے۔ انسانوں کے نظریات، سوچنے اور غور و فکر کرنے کے انداز تبدیل ہو چکے ہیں۔ آج ہر بات کو ریسرچ سے ثابت کیا جاتا ہے اور ریسرچ سے ثابت شدہ بات دنیا میں قبولیت کا انچا درجہ رکھتی ہے۔ دنیا انسانوں کی بہتری کے لیے انسانی رویوں و عادات پر ریسرچ کر رہی ہے۔ انھیں ریسرچز سے حاصل کردہ نتائج کو انسانوں کی بھلائی کے لیے استعمال کیا جا رہا ہے۔ جب انھیں ریسرچز کو رسول اللہ ﷺ کی سیرت سے ملا کر بیان کیا جائے گا تو اس سے ہمیں بے شمار فوائد بھی حاصل ہوں گے مثلا:

- سیرت محمدی ﷺ کو بیان کرنے کا یہ انداز روایتی انداز سے ہٹ کر ہو گا۔ اس طرز پر سیرت محمدی ﷺ موجود ہو گی تو واعظین بھی اپنے واعظ میں ریسرچ کے حوالہ کے ساتھ آپ ﷺ کے اقوال و افعال میں چھپی حکمت کو بیان کر سکیں گے۔
- غیر مسلم کی مجالس میں ریسرچ سے تصدیق شدہ آپ ﷺ کے اقوال و افعال بیان کرنے سے غیر مسلم کو رسول اللہ ﷺ کی شخصیت کی طرف راغب کرنے میں آسانی ہو گی۔

اس مجوزہ لائحہ عمل پر چند ایک ممکنہ اعتراضات وارد ہو سکتے ہیں جن کا جواب پیش خدمت ہے:

اعتراض اول: سیرت نگاری کے لیے جس ریسرچ، آرٹیکل، لٹریچر وغیرہ پر اعتماد کیا جائے گا وہ غلط بھی تو ہو سکتا ہے۔

عرض ہے کہ یہ ہر گز نہیں کہا جارہا کہ آپ صرف ریسرچ پر اعتماد کریں اور ریسرچ سے جو بات ثابت ہو اس کو رسول اللہ ﷺ کی ذات میں تلاش کریں (نعوذ باللہ)۔ بلکہ آپ ﷺ کی ہی ذات مبارکہ سے جو بات ریسرچ سے ثابت ہو اس کو سیرت محمدی ﷺ سے ملا کر بیان کر دیں ۔ یہ دو الگ الگ باتیں ہیں۔ ایک یہ کہ ریسرچ سے کچھ ثابت ہوتا ہے اور ہم ریسرچ پر اعتماد کرتے ہوئے اس کو نبی اکرم ﷺ کی سیرت میں تلاش کریں۔ یہ کافرانہ عمل کہلائے گا۔ مسلمان تو وہ ہوتا ہے کہ جو اپنی عقل کو بھی دین اسلام کے تابع کر دیتا ہے۔ اگر رسول اللہ ﷺ کہہ دیں کہ وہ رات کے ایک حصہ میں مسجد حرام سے بیت المقدس تک اور پھر وہاں سے آسمانوں پر گئے ہیں تو اس پر بھی ایمان لے آتا ہے۔ بلکہ میں یہ کہ رہا ہوں کہ آپ ﷺ کی سیرت میں کوئی بات موجود ہے اور آج ریسرچ سے بھی وہی ثابت ہوتا ہے تو آپ سیرت محمدی ﷺ بیان کرنے میں اس ریسرچ کو بھی لے آئیں۔

اعتراض دوم: سیرت محمدی ﷺ بیان کرنے میں ہمیں کسی دوسری چیز کی ضرورت نہیں۔

عرض ہے کہ یہ مطالبہ ہے ہی نہیں کہ آپ سیرت محمدی ﷺ کو بیان کرنے کا بنیادی اصول ہی یہ بنالیں۔ یہ چیز بنیادی اصول سیرت نگاری کے طور پر نہیں بلکہ وقت کی ضرورت کے مطابق اپنی بات میں وزن پیدا کرنے کے لیے ہے۔ اس اسلوب بیان و تحقیق کے فوائد تو نظر آتے ہیں لیکن نقصان نہیں۔

جدید عصری علوم اور سیرت نگاری: چند مثالیں

جدید عصری علوم کی روشنی میں سیرت نگاری کی چند مثالیں پیش کی گئی ہیں تاکہ اس طرز پر سیرت نگاری کی اہمیت کا اندازہ ہو سکے۔

مثال نمبر ۱: نبی اکرم ﷺ کی سیرت سے یہ بات عیاں ہے کہ آپ ﷺ نرم دل اور ہر ایک کو معاف فرما دینے والے تھے۔ آپ ﷺ کی زندگی سے بے شمار ایسے واقعات مل جاتے ہیں کہ جہاں پر آپ

نے عفو و درگذر سے کام لیا۔ آپ ﷺ دشمنوں کو بھی معاف فرما دیتے تھے اور دل میں کسی طرح کا بوجھ یا بغض نہیں رکھا کرتے تھے۔ اللہ رب العزت نے خود نبی اکرم ﷺ کو عفو و درگذر کا حکم دیتے ہوئے فرمایا:

خذالعفو وامر بالمعروف واعرض عن الجاهلين[10]

ترجمہ: "آپ عفو کا راستہ اختیار کریں، نیکی کا حکم دیں اور جاہلوں سے کنارہ کشی کریں"۔ "خذ العفو" کی عملی تصویر ہمیں فتح مکہ کے موقع پر بھی نظر آتی ہے کہ جب آپ نے قریش مکہ کو معاف فرما دیا۔ آپ کی طرف سے معافی کے اعلان کو مولانا صفی الرحمن مبارکپوری نے یوں بیان کیا ہے:

"آپ ﷺ نے فرمایا: قریش کے لوگو! تمھارا کیا خیال ہے میں تمھارے ساتھ کیسا سلوک کرنے والا ہوں؟ انہوں نے کہا: آپ کریم بھائی ہیں اور کریم بھائی کے صاحبزادے ہیں۔ اس پر آپ ﷺ نے فرمایا: تو میں تم سے وہی بات کہہ رہا ہوں جو حضرت یوسفؑ نے اپنے بھائیوں سے کہی تھی کہ لا تثْرِيب عليكم اليوم فانتم الطُّلَقَاءُ (آج تم پر کوئی سرزنش نہیں۔ تم سب آزاد ہو)"[11]

آج جدید علوم نے معاف کر دینے کے جسمانی و ذہنی و نفسیاتی فوائد واضح کر دیے ہیں- دوسروں کو معاف کر دینا ڈپریشن اور بلڈ پریشر جیسی بیماریوں سے بچنے کا ذریعہ اور انسان کی زندگی میں سکون کا سبب ہے- اس کا جذباتی ذہانت سے بڑا اہم تعلق ہے۔ جذباتی ذہانت جو کہ انسان کا نام دیا جاتا ہے۔ Forgiveness Therapy کی کامیابی میں ذہنی ذہانت سے بھی زیادہ کردار ادا کرتی ہے- باقاعدہ معاف کر دینے کے فوائد کا ذکر ایک انگریز ماہر نفسیات نے یوں کیا ہے:

"Forgiveness transforms anger and hurt into healing and peaceForgiveness can help you overcome feelings of depression, anxiety, and rage, as well as personal and relational conflicts in the physical domain, forgiveness is associated with lower heart rate and blood pressure as well as overall stress relief. It is also associated with improving physical symptoms, reducing fatigue in some patient populations, and improving sleep quality".[12]

ڈیوڈ پوڈر (David Puder) نے مختلف ریسرچرز کے حوالہ سے معاف کر دینے کے فوائد ذکر کیے ہیں جن میں چند ایک درج ذیل ہیں:

- Forgiving people have been found to have a lower blood pressure at baseline. (Larsen 2012).
- Hypertension may be reduced (Huang 1990).
- Patients with fibromyalgia who were taught forgiveness education had a significant decrease in symptoms (Lee, 2014).
- Genuine acts of forgiveness lead to overall improvement in the person's emotional maturity and increases the capacities for courage, nurturance of others, and love (Dr. Morton Kaufman "The courage to forgive" 1984).[13]

اندازہ لگائے کہ رسول اللہ کی سیرت میں کس قدر حکمت چھپی ہوئی ہے کہ آج ساڑھے چودہ سو سال بعد تحقیق سے یہ بات ثابت ہو رہی ہے کہ دوسروں کو معاف کرنے سے انسان کئی طرح کے جسمانی و ذہنی و نفسیاتی امراض میں مبتلا ہونے سے بچ جاتا ہے۔[1]

مثال نمبر دوم:

کامیاب کتب میں شامل کی جاتی ہے کہ جس کا اب تک ۳۲ زبانوں میں ترجمہ ہو چکا ہے اور ایک کروڑ بیس لاکھ سے بھی زائد کاپیاں فروخت ہو چکی ہیں۔ نیویارک ٹائمز نے اس کتاب کا شمار بیسویں صدی کی دو اہم ترین کتب میں کیا ہے۔[14] اس کتاب کے مصنف نے پر اثر لوگوں کی سات عادات کا بڑی تفصیل سے ذکر کیا ہے کہ ایسی کونسی سات عادات ہیں کہ جو کسی انسان کو پر اثر بناتی ہیں۔ ہمارا ایمان ہے کہ رسول اللہ ﷺ دنیا کی سب سے زیادہ پر اثر شخصیت ہیں۔ تو اگر اس مصنف کی بیان کردہ عادات واقعتا پر اثر افراد کی عادات میں شامل ہیں تو ہمیں ضرور محمد ﷺ کی ذات میں مل جائیں گی - جس کتاب کو آج دنیا مان رہی ہے اگر اسی کتاب کو رسول اللہ ﷺ کی ذات سے ملا کر بیان کر دیا جائے تو سیرت نبوی ﷺ دنیا کے سامنے ایک الگ طرز سے واضح ہو گی۔ میں اسی کتاب "پر

[1] اس کو مزید سمجھنے کے لیے اس لنک پر جائیں۔ https://www.youtube.com/watch?v=Mx0wRJoDFIc

(پر اثر لوگوں کی سات عادات) سٹیفن آر کووے کی کتاب دنیا کی The 7 Habits of Highly Effective People

اثر لوگوں کی سات عادات" سے سیرت نبوی ﷺ بیان کرنے کی ایک مثال پیش کرتا ہوں- اس کتاب میں سٹیفن آر کووے جذباتی بینک اکاونٹ کی بات کرتے ہوئے لکھتا ہے کہ:

"We all know what a financial bank account is. We make deposits into it and build up a reserve from which we can make withdrawals when we need to. An Emotional Bank Account is a metaphor that describes the amount of trust that's been built up in a relationship if I make deposits into an Emotional Bank Account with you through courtesy, kindness, honesty, and keeping my commitments to you, I build up a reserve." [15]

مصنف کی بات کا مفہوم یہ ہے کہ جس طرح ہم بینک میں اکاونٹ کھلواتے ہیں اور رقم جمع کرواتے ہیں اسی طرح ہمیں انسانوں کے دلوں میں بھی اکاونٹ کھولنا چاہئے جو کہ ایمانداری، خوش اخلاقی، خوش دلی اور وعدوں کی پابندی سے کیا جا سکتا ہے اور اسی سے پھر ہمارا دوسرے لوگوں سے رشتہ بنے گا اور مضبوط ہو گا۔ آپ ﷺ کی ذات سے جذباتی بینک اکاونٹ کھولنے کی بے شمار مثالیں مل جاتی ہیں۔ جن میں سے ایک ثمامہ بن اثال کا ایمان لانے کا واقعہ ہے جو کہ مسلمان ہونے سے پہلے آپ ﷺ اور دین اسلام کو سخت ناپسند کرتے تھے۔ جب ثمامہ رسول اللہ ﷺ کو قتل کرنے کے ارادہ سے نکلے تو آپ ﷺ کے ساتھیوں نے انھیں گرفتار کر لیا اور مدینہ میں لا کر مسجد کے ایک ستون سے باندھ دیا۔ آپ ﷺ ان کی طرف آئے اور فرمایا: "ما عندک یا ثمامہ؟" ثمامہ فرماتے ہیں کہ:

"قال: خیر یا محمد؛ ان تقتل تقتل ذا دم، وان تعف تعف عن شاکر، وان تسال مالا تعط"

"اے محمد میرے پاس خیر ہے۔ اگر قتل کرو گے تو بدلہ لیا جائے گا۔ اگر احسان کرو گے تو ایک قدر دان پر احسان کرو گے۔ اور اگر مال چاہتے ہو تو مانگو جو مانگو گے دیا جائے گا۔" دوسرے اور تیسرے دن بھی یہی گفتگو ہوئی۔ تیسرے دن ثمامہ کی یہ بات سن کر آپ ﷺ نے فرمایا: "اطلقوا ثمامہ"۔ ثمامہ کو چھوڑ دو۔ صحابہ کرامؓ نے انھیں چھوڑ دیا۔ اس کے بعد ثمامہ وہاں سے چل پڑے۔ مدینہ کی حدود تک پہنچے، غسل کیا اور دوبارہ آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور فرمایا کہ:

"اس سے قبل میرے نزدیک کوئی چہرہ آپ کے چہرے سے زیادہ قابل نفرت نہیں تھا اور آپ کے دین سے زیادہ قابل نفرت کوئی اور دین نہیں تھا۔ اب آپ کا چہرہ مجھے تمام چیروں سے زیادہ محبوب اور آپ کا دین تمام ادیان سے زیادہ محبوب ہو گیا ہے"۔ اس کے بعد ثمامہؓ دین اسلام میں داخل ہو گئے۔[16]

آپ ﷺ نے اپنے اخلاق، حسن سلوک سے ثمامہ کے دل میں اکاونٹ کھولا اور ان کو اپنی شخصیت سے متاثر کیا۔ اس پوری کتاب کی روشنی میں رسول اللہ ﷺ کی سیرت پر تحقیق کی جاسکتی ہے۔

مثال سوم: رسول اللہ ﷺ ایک عظیم راہنما تھے۔ آپ نے ہمیشہ لوگوں کی راہنمائی فرمائی۔ سیاسی مسائل ہوں یا معاشی، خیبر کا میدان ہو یا جنگ بدر، احد ہو یا خندق، انفرادی نوعیت کے مسائل ہوں یا اجتماعی نوعیت کے، دینوی اعتبار سے ہوں یا دنیاوی لحاظ سے، ہر میدان میں رسول اللہ ﷺ نے اپنے ساتھیوں کی راہنمائی فرمائی۔ آپ ﷺ کی لیڈر شپ کا اندازہ آپ کے کعبہ کی تعمیر اور حجر اسود کے تنازعہ کے فیصلے سے بھی لگایا جاسکتا ہے۔ یہ آپ کی عمر کا پینتیسواں سال تھا کہ قریش مکہ نے کعبہ کی تعمیر کا فیصلہ کیا۔ جب تعمیر حجر اسود تک مکمل ہو گئی تو یہ جھگڑا پیدا ہو گیا کہ حجر اسود کو اس کی جگہ پر رکھنے کا شرف کس کو حاصل ہو۔ یہ جھگڑا چار پانچ دن رہا اور قریب تھا کہ خون خرابہ کی شکل اختیار کر جاتا ہے۔ لیکن ابو امیہ مخزومی نے کہا کہ مسجد حرام کے دروازے سے جو سب سے پہلے داخل ہو گا اس کا فیصلہ مان لیا جائے گا۔ سب لوگوں نے یہ تجویز قبول کر لی۔ تو دیکھا گیا کہ رسول اللہ ﷺ سب سے پہلے تشریف لائے۔ آپ کو دیکھ کر ہی آوازیں بلند ہوئیں کہ:

"هذا الامين رضيناه هذا محمد ﷺ" یہ امین ہیں۔ ہم ان سے راضی ہیں۔ یہ محمد ﷺ ہیں۔ اس کے بعد سب لوگوں نے آپ ﷺ کو معاملے کی تفصیل بتائی۔ آپ ﷺ نے ایک چادر منگوائی۔ اس کے بیچ میں حجر اسود کو رکھا اور متنازعہ قبائل کے سرداروں سے کہا کہ سب چادر کا کنارہ پکڑ کر اٹھائیں۔ سب نے ایسا ہی کیا۔ جب چادر حجر اسود کے مقام تک پہنچ گئی تو رسول اللہ ﷺ نے خود حجر اسود کو اس کے مقام پر رکھ دیا۔[17]

جو کہ ایک لیڈر کی نمایاں خصوصیت ہوتی ہے، کی اس سے بہترین مثال کیا ہو گی کہ کس طرح آپ ﷺ نے متنازعہ کا حل پیش کیا اور مکہ کے باسیوں کو خون خرابہ سے بچالیا۔

خلاصہ بحث

رسول اللہ ﷺ کی ذات انسانیت کے ہر شعبہ میں راہنمائی کا ذریعہ ہے- سیرت نگاروں نے بفضل اللہ تعالی، آپ ﷺ کے ہر عمل، بات، رویے، کردار کو اکٹھا کیا ہے اور ہمارے سامنے رسول اللہ ﷺ کی زندگی ہر پہلو پیش کیا ہے- تاہم سیرت پر جدید علوم کے تناظر میں کام بہت کم ہوا ہے- آج کا انسان جدید علوم

سے معیوب ہے اور ہر بات کو عصری علوم کے تناظر میں دیکھتا ہے- اگر ہم پڑھے لکھے انسان تک رسول اللہ ﷺ کی سیرت ایک پر اثر طریقے سے پہنچانا چاہتے ہیں تو ہمیں سیرت رسول اللہ ﷺ کو جدید علوم کے تناظر میں بیان کرنے کا ایک روشن دروازہ کھولنا ہو گا۔

حواشی وحوالہ جات

[1]ڈاکٹر صلاح الدین نے اپنی کتاب اصول سیرت نگاری میں ص:۳۷ میں انسائیکلوپیڈیا آف اسلام کے حوالہ سے یہ چیز ذکر کی ہے۔ یہاں یہ حوالہ ڈاکٹر صاحب کی تصنیف سے ہی نقل کیا گیا ہے۔

[2]شاہ عبدالعزیز کی یہ تعریف بھی ڈاکٹر صلاح الدین کی کتاب سے ہی نقل کی گئی ہے۔

[3]انفال 30:8

Al-Infāl 8: 30

[4]صفی الرحمن مبارکپوری، مولانا، الرحیق المختوم (لاہور: مکتبہ سلفیہ، 2013)، 224

Safī ur Rēhma'n Mūbārak Pūrī, Moūla'na, Al-Rāhīq ūl Makhtōōm (Lahore: Māktaba Salfīyā, 2013), 224

[5]سیرت نبوی ﷺ: ص ۳۱ یہ حوالہ "مقالات سیرت نبوی ﷺ مرتب کردہ ڈاکٹر عبدالروف" سے نقل کیا گیا ہے۔

[6]حضرت ابوہریرہؓ نے اپنے شاگرد ہمام بن منبہ کو احادیث لکھوائی تھیں۔ یہ کل ۱۳۸ احادیث پر مشتمل ہے۔ اس کے آج بھی دو قلمی نسخے موجود ہیں۔ ایک برلن میں اور دوسرا دمشق میں۔

[7]تفصیل کے لیے ملاحضہ ہو: اصول سیرت نگاری (تعارف، ماخذ و مصادر) از پروفیسر ڈاکٹر صلاح الدین ثانی۔

[8]یہاں ایک محتاط اندازہ لگایا گیا ہے تاکہ قارئین کے سامنے ایک فرضی تعداد ہو۔

[9]الاحزاب 21:33

Al-Ahza'b 33: 21

[10]اعراف 199:7

Al-Airāf 7: 199

[11]صفی الرحمن مبارک پوری، الرحیق المختوم، 550 (نبی اکرم ﷺ کی ذات سے معاف کر دینے کی بے شمار مثالیں مل جائے گی۔ یہاں مقصود صرف ایک مثال دے کر بات کو سمجھانا ہے)۔

Safī ur Rēhma'n Mūbārak Pūrī, Moūla'na, Al-Rāhīq ūl Makhtōōm, 550

[12]https://www.huffpost.com/entry/forgiveness_b_2006882?guccounter=1, accessed on : 12-9-2023

[13]https://psychiatrypodcast.com/psychiatry-psychotherapy-podcast/2019/4/10/what-is-forgiveness, accessed on: 8-09-2023

[14]یہ اعداد و شمار ڈاکٹر مظفر مرزا نے اس کتاب کا اردو ترجمہ کرتے ہوئے نقل کیے ہیں۔ ملاحظہ ہو: اردو ترجمہ۔ مترجم ڈاکٹر مظفر مرزا۔ ص:۱۱

[15] https://psychiatrypodcast.com/psychiatry-psychotherapy-podcast/2019/4/10/what-is-forgiveness, accessed on: 02-9-2023

[16]صفی الرحمن مبارک پوری، مولانا، تجلیات نبوت (لاہور: مکتبہ دار لسلام، 2009)، 312-314

Safī ur Rēhma'n Mūbārak Pūrī, Moūla'na, Tājalīyāt ē Nābūwwat (Lahore: MāKTĀBA DĀR ŪL SĀLA'M, 2009), 312-314

[17]صفی الرحمن مبارک پوری، الرحیق المختوم، 92

Safī ur Rēhma'n Mūbārak Pūrī, Moūla'na, Al-Rāhīq ūl Makhtōōm, 92